مشاہیر علماء سرحد

مولانا حافظ محمد ابراہیم صاحب فانی
مدرس دارالعلوم حقانیہ

مولانا الحاج عبدالجبار کوٹھوی

نورانی چہرہ۔ وجیہہ سراپا۔ فرشتہ صورت۔ مجسمہ وقار۔ تصویر متانت۔ دل نشیں لہجہ۔ دلکش شکل و انداز سفید داڑھی جبیں پر عظمت رفتہ کی یادوں کے نقوش۔ سر پر سفید عمامہ اور معصوم پیکر جن کو دیکھ کر اسلاف کے تصور اور اکابر کی تصویر کی پرچھائیاں ذہن پر ابھریں۔ عظمت اسلاف کا حدی خواں۔ لبوں پر اپنے مرحوم اساتذہ کے علم وفن، زہد وعمل، ورع وتقویٰ، رفعت وقعت، فقاہت وثقاہت، روایت ودرایت، امانت و دیانت، عظمت وشہامت، شفقت ومحبت اور فضل وکمال کے تذکرے، یہ تھے مذکورۃ الصدر شخصیت مولانا عبدالجبار کوٹھوی رحمہ اللہ۔

حضرات اکابرین ایک ایک ہو کے رخصت ہو رہے ہیں۔ اخلاف کا اسلاف کے قائم مقام اور ان کی مسند پر براجمان ہونے کا سلسلہ شروع ہے۔ مگر بایں ہمہ جو خلا اور ناقابل تلافی نقصان ان نفوس قدسیہ کی رحلت سے ملت کا پہنچ رہا ہے اس کا پُر ہونا مستبعد نہیں بلکہ محال ہے ؎

انجمن سے وہ پرانے شعلہ آشام اٹھ گئے — ساقیا محفل میں تو آتش بجام آیا تو کیا
جن کو تھا ذوقِ تماشہ وہ تو رخصت ہوگئے — لے کے اب تو وعدۂ دیدارِ عام آیا تو کیا (اقبالؒ)

ایسی حالت اور اس قحط الرجال میں ان باخدا ہستیوں کی دید وشنید اور ملاقات ایک گونہ نعمت غیر مترقبہ ہے۔ بندہ کو فخر ہے کہ تقریباً "لاشعوری دور" میں آں مرحوم کی دید سے شرفیاب اور ان کی شیریں کلامی ومحبت آمیز لہجہ سے محظوظ ہوا ہے ع

نازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است

ولادت اور ابتدائی تعلیم | آپ ۱۳۰۰ھ کو موضع کوٹھہ تحصیل صوابی میں جناب مولانا شاہ حسین کے ہاں پیدا ہوئے۔ چونکہ آپ کا تعلق علمی خاندان سے تھا اس لئے خاندانی روایت کے مطابق جب تحصیل علم کے قابل ہوئے تو اپنے علاقہ میں مشاہیر علماء کی طرف رجوع کیا۔ چنانچہ اس وقت علمی مرکز زروبی تشریف لے گئے اور وہاں پر حضرت مولانا خلیل الرحمن صاحب والد بزرگوار حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب صدر المدرسین

دارالعلوم حقانیہ سے فارسی نظم اور صرف نحو کی ابتدائی کتب کے ساتھ ساتھ نورالانوار قطبی اور متنبی وغیرہ پڑھیں۔اس کے بعد مختلف درسوں میں شرکت کی۔

اعلیٰ تعلیم اور سندِ فراغت | ابتدائی اور وسطانی کتب کی تعلیم کے بعد بغرض اعلیٰ تعلیم ہندوستان تشریف لے گئے۔اور مدرسہ ناصریہ (جسے مدرسہ قافلہ بھی کہتے ہیں) ٹونک میں داخلہ لیا۔اس وقت اس مدرسے میں حضرت مولانا سیف الرحمٰن صاحب مہاجر کابل بعہدہ صدر مدرس مامور تھے۔ان سے کچھ کتابیں پڑھیں۔جب مولانا سیف الرحمٰن صاحب مدرسہ فتحپوری تشریف لے گئے۔تو آپ نے حضرت مولانا حیدر حسن صاحب [۱]

---

[۱] مولانا حیدر حسن خان صاحب کی ولادت ریاست ٹونک راجپوتانہ میں ۱۲۸۱ھ ۱۸۶۴ء میں ہوئی۔ان کے والد کا نام مولوی احمد حسن خان صاحب تھا۔ان کے بزرگ بنیر سے نجیب آباد آکر رہ گئے۔وہاں کچھ عرصہ گذارنے کے بعد یہ خاندان ریاست ٹونک منتقل ہوا۔جس کے بانی نواب امیر خان خود بنیر کے رہنے والے تھے۔

ابتدائی تعلیم اپنے برادر بزرگ مفتی محمد حسن خان اور دوسرے فاضل و متبحر بھائی مولانا محمود حسن خان (مصنف معجم المصنفین) نیز ایک دوسرے عالم شہیر مولانا محمد حسن خان (چھاؤنی والے) اور مولانا عبدالکریم سے پائی۔پھر لاہور کا سفر اختیار کیا۔جو اس وقت بڑا علمی مرکز تھا۔وہاں مولانا غلام احمد صاحب نعمانی کا دامن ایسا تھاما کہ جب تک تمام نقلیہ اور عقلیہ میں دستگاہ نہیں پیدا کرلی۔نہیں چھوڑا۔اس وقت مولانا مدرسہ نعمانیہ کے صدر مدرس اور اس کی زینت و شہرت کے باعث تھے۔اور یہ مدرسہ ان کی وجہ سے جید الاستعداد اور عالی ہمت طلبا کا مرکز بنا ہوا تھا۔مولانا حیدر حسن خان صاحب آخر دم تک انہیں اپنا محسن اور علمی مربی سمجھتے تھے۔

لاہور سے علوم مروجہ سے فراغت حاصل کرکے مولانا نے سہیل یمانی شیخ حسین ابن محسن الانصاری خزرجی نزیل بھوپال کے شہرۂ آفاق درسِ حدیث میں شرکت کی۔اور ان سے صحاح ستہ کا درس لیا۔اور پورے انہماک اور تحقیق و مطالعہ کے ساتھ مصروف استفادہ رہا۔مولانا آخر تک اپنے شیخ کا دم بھرتے رہے۔اور ان ہی کی طرز اپنائی۔مولانا نے اسی عہد کے دوسرے استاذ حدیث اور شیخ وقت مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلوی کے درس میں بھی شرکت کی۔اور ان سے بھی سند لی۔

تکمیل علم کے بعد اپنے وطن ٹونک آگئے۔اور یہاں پر مدرسہ ناصریہ (جس کے سرپرست نواب صاحب کے بھائی صاحبزادہ عبدالرحیم خان تھے) میں تدریس کا آغاز کیا۔عالم شباب میں حج بیت اللہ کو گئے۔وہاں پر شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے بیعت ہوئے۔

۱۳۳۹ھ ماہ ذی الحجہ مطابق ۱۹۲۱ء اگست دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں استاذ حدیث مقرر ہوئے۔

ٹونکی رحمہ اللہ جو اسی مدرسہ میں پہلے نائب صدر مدرس ۔ اس کے بعد شیخ الحدیث مقرر ہوئے ۔ سے صحاح ستہ میں سند حدیث حاصل کی ۔ مولانا حیدر حسن صاحب شیخ حسین ابن محسن انصاری کے شاگرد تھے ۔ مولانا کے کاغذات سے راقم کو شیخ حسین ابن محسن انصاری کا سلسلہ سند ملا ہے جو مندرجہ ذیل ہے ۔

شیخ العلامہ حسین[۱] ابن محسن الانصاری الیمانی عن شیخنا الامام الحافظ الشریف محمد[۲] بن ناصر الحسنی عن شیخہ امام المحدثین الحافظ القاضی محمد[۳] بن علی الشوکانی عن شیخہ السید عبدالقادر[۴] ابن احمد وہو عن شیخہ محمد حیات[۵] السندھی وہو عن الشیخ سالم[۶] بن الشیخ عبداللہ بن سالم البصری المکی عن ابیہ[۷] عن الشیخ محمد بن علاء[۸] الدین البابلی المصری عن الشہاب[۹] احمد بن محمد بن الشلبی عن یوسف[۱۰] ابن زکریا الانصاری عن ابراہیم[۱۱] بن علی ابن احمد القلقشندی عن احمد[۱۲] بن محمد بن المقدسی عن محمد بن محمد[۱۳] بن ابراہیم المیدومی عن عبداللطیف[۱۴] بن عبدالمنعم الحرانی عن ابی الفرج[۱۵] بن الجوزی عن اسمٰعیل[۱۶] بن ابن ابی صالح النیساپوری ۔ عن ابیہ[۱۷] عن محمد[۱۸] بن محمش الزیادی ۔ عن ابی حامد[۱۹] محمد بن محمد البزاز ۔ عن عبدالرحمٰن[۲۰] بن بشر بن الحکم النیساپوری ۔ عن سفیان[۲۱] بن عیینہ ۔ عن عمرو[۲۲] بن دینار ۔ عن ابی قابوس[۲۳] مولی عبداللہ بن عمرو بن العاص ۔ عن عبداللہ[۲۴] بن عمر رضی اللہ عنہما عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الراحمون یرحمہم الرحمٰن تبارک وتعالیٰ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء ۔

آغاز تدریس فراغت کے بعد ہندوستان میں بمقام نوساری ضلع گجرات تدریس وخطابت کا آغاز کیا وہاں چند سال گزارنے کے بعد اپنے وطن تشریف لائے ۔ اور پشاور میں تدریس پر مامور ہوئے ۔ اس قیام پشاور کے دوران حضرت محدث عصر مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ نے آپ سے چند کتابیں پڑھیں ۔

پشاور ہی میں مولانا حافظ محمد ادریس طوروی رحمہ اللہ نے آپ سے تحریر سنبٹ اور شرح وقایہ کا درس لیا ۔ آپ اپنے ساتھیوں میں نہایت ہی ذکی ذہین اور فطین تھے ۔ مولانا عبدالجبار صاحب اگرچہ یہاں صرف احادیث پڑھاتے ۔ لیکن اپنے خاص تلامذہ کو فنون کا درس دیا کرتے تھے ۔ حافظ صاحب کے تذکرہ نگاروں نے ان کے اس جلیل القدر اور شفیق استاذ کا ذکر نہیں کیا ۔

۱۳۲۶ھ میں جب ڈابھیل (سورت) میں مولانا احمد حسن صاحب[۱] سملکیؒ نے ایک مدرسہ

بقیہ صفحہ ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ یکم جنوری ۱۹۴۰ء کو دوبارہ اپنے وطن ٹونک تشریف لے گئے ۔ اور ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۱ھ ۳۱ مئی ۱۹۴۲ء کو داعی اجل کو لبیک کہا ۔ اور ٹونک کے مشہور قبرستان موتی باغ میں جس میں ہزاروں صلحا روسینکڑوں علماء اور سید صاحب کے قافلہ کے بچھڑے ہوئے درجنوں رفیق اور غازی اور سادات قافلہ مدفون ہیں ۔ آرام فرمایا ۔ رحمہ اللہ (ملخصاً از پرانے چراغ حصہ اول) [۱] روئیداد جامعہ اسلامیہ (باقی اگلے صفحہ پر)

تعلیم الدین (جو بعد میں جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے نام سے معروف ہوا) کی بنیاد رکھی۔ تو پشاور میں چند سال گذارنے کے بعد اسی مدرسہ کے کار پردازوں سے مجبور ہو کر آپ ڈابھیل تشریف لے گئے۔ اور وہاں صدر المدرسین مقرر ہوئے۔ آپ کی تشریف آوری سے باقاعدہ درس نظامی کا آغاز ہوا۔

صفر ۱۳۴۶ھ میں جب محدث کبیر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ دارالعلوم دیوبند سے مستعفی ہوئے۔ اور آپ کے دوسرے ہم خیال رفقاء نے بھی استعفا پیش کیا تو حاجی یوسف گارڈی اور محمد موسیٰ میاں صاحب کی ایما پر مولانا احمد بزرگ[۱] مہتمم جامعہ اسلامیہ ڈابھیل دیوبند تشریف لے گئے اور ان حضرات کو

بقیہ حاشیہ صفحہ ڈابھیل میں لکھا گیا ہے۔ "مولانا مرحوم نے توکلاً علی اللہ چند محبین و مخلصین کی اعانت سے سملک کی مسجد میں ماہ شعبان المعظم ۱۳۲۶ھ کو جامعہ اسلامیہ کا افتتاح مدرسہ تعلیم الدین کے نام سے فرمایا۔ افتتاح کے وقت اگرچہ کچھ سرمایہ آپ کے پاس نہیں تھا۔ مگر حسن نیت للہیت اخلاص اور سب سے بڑھ کر جوش عمل کا وہ بے پناہ جذبہ موجود تھا جس کے سامنے لاکھوں کی پونجی ہیچ ہوتی ہے۔"

۱۳۴۶ھ میں مدرسہ کی ضروریات کی تکمیل کی خاطر جنوبی افریقہ تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم کا نہایت اہم فریضہ ادا کیا۔ وہاں مسلمانوں کے تعلقات آپس میں کشیدہ تھے۔ آپ کی حسن تدبیر سے وہ سب استوار ہو گئے۔ اور اتحاد و اتفاق کی عظیم دولت سے مالامال ہوئے۔ نیز یہ اتحاد مدرسہ کے کام میں بھی نہایت خیر و برکت کا موجب ہوتا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تعمیر کے لئے ایک گراں قدر رقم جمع ہوئی۔ آپ مراجعت وطن کا قصد فرما رہے تھے کہ آپ پر انفلوئنزا کا زبردست حملہ ہوا۔ اور چند روز کی علالت کے بعد ۱۰ محرم الحرام ۱۳۴۷ھ بروز پنجشنبہ واصل بحق ہوئے۔

مولانا قاری محمد یامین سہارنپوری نے آپ پر جو طبع مرثیہ لکھا ہے اس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

ایا عین جودی بالدموع السواجم	علی موت شیخ باھر المجد کارم
حمید نشاء فی خدمۃ الدین مخلصاً	نقام مجدٌ ثم صدق العزائم
دعیٰ منکوات الشرع ذالت بنودہ	نبسط انوار العلی والمکارم
فذاک النبل الشیخ احمد حسن لہ	ثناءٌ جمیلٌ حل کل الاقالم

---

[۱] مولانا احمد بزرگ گجرات کے مقام سملک میں پیدا ہوئے۔ ۱۲۹۸، ۱۲۹۹ھ سن ولادت ہے۔ احمد نام تھا۔ بچپن ہی میں بزرگ لقب پڑ گیا تھا۔ قرآن شریف ختم کر کے اولاً اردو پڑھی۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

ڈابھیل تشریف لانے کی دعوت دی۔ چنانچہ ۵ ذی الحجہ ۱۳۴۶ھ کو حضرت شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی ؒ۔ محدث عصر علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری ؒ۔ مولانا سید سراج احمد صاحب رشیدی۔ مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی اور مولانا بدر عالم میرٹھی وغیرہم حضرات ڈابھیل تشریف لے گئے۔ اور اس وقت سے مدرسہ کا نام تعلیم الدین کی بجائے جامعہ اسلامیہ ڈابھیل سملک ضلع سورت رکھا گیا۔

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی تشریف آوری سے آپ نے عہدۂ صدارت ان کے سپرد کر دیا۔ شاہ صاحب کو آپ کے ساتھ انتہائی محبت تھی۔ اور آپ فرماتے کہ اس مدرسہ کو جو ترقی ملی ہے۔ وہ آپ کی کاوشوں اور مسلسل جد و جہد کا ثمرہ ہے۔ آپ ہی کوششوں سے یہ چھوٹا سا پودا چمنستان علم بن گیا ہے۔ آپ اپنے تدریسی مشاغل اور کثیر مصروفیات کے باوجود حضرت شاہ صاحب کے درس بخاری میں شرکت فرمایا کرتے۔ اسی طرح زمانۂ قیام ڈابھیل میں زندگی کے سفر کی کچھ مسافت حضرت شاہ صاحبؒ کی رفاقت میں گزاری۔

جمادی الاوّل ۱۳۴۹ھ میں حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ اراکین جمعیۃ العلماء برما کی دعوت پر رنگون تشریف لے گئے۔ اس سفر میں آپ بھی حضرت شاہ صاحب۔ حضرت شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور مولانا احمد بزرگ کے ہمراہ تھے۔ علاوہ ازیں حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی اور علامہ محمد یوسف بنوری کے ساتھ آپ کا خصوصی تعلق تھا۔ حضرت بنوری کا تعلق آپ کے ساتھ تا دمِ مرگ جاری رہا۔ اور ہر اہم کام میں آپ سے مشورہ لیتے تھے۔

بیعت و سلوک | آپ کا تعلق بیعت حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کے ساتھ تھا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ		پھر فارسی اور عربی کی تعلیم لاج پور کے مدرسہ میں چار سال رہ کر حاصل کی۔
مشکوٰۃ المصابیح اور ہدایہ اولین پڑھنے کے بعد ۱۳۱۸ھ میں دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے اور ۱۳۲۱ھ میں سند فراغت حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی سے بیعت ہونے کا شرف حاصل کیا۔ اور تقریباً ایک سال تک مرشد کی خدمت میں رہ کر ذکر شغل اور ریاضت و مجاہدہ میں مشغول رہے مرشد کی وفات کے بعد وطن مراجعت کی اور کچھ مدت کے بعد جنوبی افریقہ تشریف لے گئے۔ ۱۳۳۵ھ میں جامع مسجد سورتی رنگون میں مفتی مقرر ہوئے۔ اور تین سال تک وہاں افتاء کے ساتھ وعظ اور درس قرآن کا فیض پہنچایا۔ رنگون سے واپسی کے بعد ۱۳۳۹ھ میں جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے مہتمم بنائے گئے۔ ۱۳۴۶ھ میں حضرت علامہ انور شاہ کشمیری اور دوسرے حضرات کو ڈابھیل لے جانے کا کارنامہ انہوں نے ہی انجام دیا تھا۔

مولانا احمد بزرگ اگرچہ سیدھے سادے بزرگ تھے۔ مگر ان میں انتظامی صلاحیتیں بدرجہ اتم موجود تھیں ڈابھیل کے معمولی مدرسہ تعلیم الدین کو جامعہ اسلامیہ میں تبدیل کر دینا عظیم علمی کارنامہ ہے۔ ۵ ربیع الاول ۱۳۷۱ھ کو ۷۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔ (تاریخ دارالعلوم دیوبند)

سفر سعادت یعنی حج بیت اللہ | ۱۳۵۰ھ میں آپ حج بیت اللہ تشریف لے گئے۔ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہٗ کے برادر بزرگ مولانا سید احمد فیض آبادی نے اپنے ایک مخلص کرم فرما کے نام آپ کے لئے ایک سفارشی خط لکھا۔ جو اس تحریر میں شریک اشاعت ہے۔ علاوہ ازیں دو مرتبہ عمرہ سے بھی مشرف ہوئے تھے۔

مراجعت وطن | قیام پاکستان کے چند سال پہلے اپنے آبائی گاؤں کوٹھہ تشریف لائے۔ وہاں پر حضرت مولانا عبدالصمد عرف درگئی باباجی صاحب رحمہ اللہ کے تعاون اور مشورہ سے مدرسہ صوفیہ کے نام سے ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ اور آخر تک اس مدرسہ میں حسبۃً للہ تدریس و اہتمام کی خدمات انجام دیتے رہے۔

وفات | ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۹۶ھ کو آپ کی روح قید تن سے جدا ہوئی۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ بانی و مہتمم دارالعلوم حقانیہ جب تعزیت کے لئے ان کے گاؤں تشریف لائے تو فرمایا۔

"مولانا مرحوم ہمارے علاقہ میں نمونۂ اسلاف تھے"

چونکہ حضرت شیخ الحدیث صاحب دام ظلہٗ آپ کی وفات کے دن بیمار تھے اس لئے جنازہ میں شرکت نہ فرما سکے۔ بعد میں جب افاقہ ہوا تو تعزیت کے لئے تشریف لائے۔

نماز جنازہ میں گرد و نواح کے علماء کی کثیر تعداد کے علاوہ عوام کی بھی بھاری اکثریت شریک تھی۔ نماز جنازہ شیخ القرآن مولانا عبدالہادی صاحب شاہ منصوری مدظلہ نے پڑھائی اور قبر پر رقت انگیز خطاب فرمایا۔

اولاد و احفاد | صاحبزادوں میں مولانا عبدالحکیم صاحب فاضل مدرسہ عبدالرب دہلی و مولانا عبدالقیوم صاحب فاضل مدرسہ فتحپوری دہلی وغیرہ غنشتی۔ اور مولانا محمد سعید صاحب فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور قابل ذکر ہیں۔ احفاد میں مولانا حافظ محمد سلیم صاحب دارالعلوم حقانیہ کے فاضل۔ جب کہ دوسرا مولوی خلیل احمد دارالعلوم حقانیہ میں زیر تعلیم ہے۔

حلقۂ تلامذہ | ویسے تو آں مرحوم کے شاگردوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ کیونکہ جس شخص نے مسلسل ساٹھ سال تک تدریس کی ہو تو اس کے شاگردوں کا حلقہ کتنا وسیع ہوگا۔ لیکن ہم یہاں پر آپ کے اجل اور مشہور تلامذہ کا ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ۔ آپ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں۔ بلکہ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ ۲۔ مولانا میاں محمد بن موسیٰ سملکی، آپ جوہانسبرگ جنوبی افریقہ میں ۱۹۲۳ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم پالن پور وغیرہ میں حاصل کی۔ اس کے بعد ۱۳۴۲ھ میں دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا۔ اور ۱۳۴۴ھ میں فراغت حاصل کی۔ حضرت شاہ صاحب کے ساتھ ایسی عقیدت تھی کہ تمام اطوار نشست و برخاست میں اپنے استاد کا

نمونہ بن گئے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد جوہانسبرگ چلے گئے۔ وہاں پر تجارتی کاروبار کے ساتھ وسیع پیمانے پر دینی خدمات انجام دیتے رہے۔ دارالعلوم دیوبند کے طریقہ کے مطابق مفت تعلیم کے ساتھ خورد ونوش کا انتظام بھی ان ہی کی جانب سے تھا۔ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کی تعمیر و ترقی میں ان کی زبردست مالی امداد کا بڑا حصہ ہے۔ مجلس علمی ڈابھیل آپ کی ایک عظیم یادگار ہے۔ ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۸۲ھ کو جوہانسبرگ میں آپ کا انتقال ہوا۔ ۳۔ مفتی عبدالرحمن صاحب، سابق مدرس و مفتی مدرسہ فتحپوری و باب العلوم کہروڑپکا، جن کا تذکرہ الحق کے گذشتہ شماروں میں گذر چکا ہے۔ آپ نے ابتدائی کتابیں ان سے پڑھی تھیں۔

۴۔ حافظ محمد ادریس صاحب طوری رحمہ اللہ۔ قیام پشاور کے دوران آپ نے تحریر سینٹ اور شرح وقایہ پڑھیں۔

۵۔ مولانا احمد حلیم صاحب باجوڑی۔ ۶۔ مولوی سیٹھ اسمٰعیل گارڈی افریقی ۷۔ مولوی ابراہیم ہاشم۔ ۸۔ مولوی ابراہیم یوسف۔ ۹۔ حافظ نولکی افریقہ۔ ۱۰۔ مولوی محمود تھیمولی افریقہ۔ ۱۱۔ مولوی عبدالقادر ملک پوری ۱۲۔ مولوی عبدالقیوم سرگودہا۔ ۱۳۔ مولوی میر واحد عرف کنٹر باباجی درگئی۔ ۱۴۔ مولوی محمد ایوب کوہاٹ۔ ۱۵۔ مولوی عبدالسلام کوہاٹ۔ ۱۶۔ مولانا عبدالحق خان شیدی۔

اکابرین علماء اور معاصرین سے تعلق آپ کے متعلقین میں حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ۔ محدث کبیر علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ۔ مولانا مفتی عتیق الرحمن صاحبؒ۔ مولانا بدر عالم میرٹھیؒ۔ مولانا علامہ عبدالحلیم زرویؒ۔ مولانا محمد ادریس صاحبؒ۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ، مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک مولانا غلام اللہ خان صاحبؒ۔ مولانا عبدالہادی صاحب شاہ منصوری۔ مولانا احمد بزرگؒ مہتمم جامعہ اسلامیہ ڈابھیل۔ علامہ محمد یوسف صاحب بنوریؒ۔ مولانا الحاج مفتی عبدالرحمن صاحب کوہاٹویؒ۔ مولانا محمد صاحبؒ زروبی مولانا عبدالصمد صاحب عرف درگئی باباجی خلیفہ حاجی صاحب ترنگزئی رحمہ اللہ۔ مولانا عبدالرؤف صاحب مولانا عبدالرحمن کاملپوری۔ مولانا شیخ الحدیث نصیرالدین صاحب غور غشتویؒ۔ مولانا قطب الدین صاحب غور غشتویؒ۔ مولانا عبدالقدیر صاحب کاملپوری اور مولانا عبدالشکور صاحب بہبودیؒ وغیرہ۔

ایک تاریخی واقعہ ۱۹۴۴ء میں جب کہ حضرت مولانا رمضان کی چھٹیوں میں گاؤں تشریف لائے تو ہری پور کے قریب ایک گاؤں میں ایک عالم نے افریقہ کے اہل خیر حضرات کے تعاون سے جامع مسجد کی تعمیر کا کام شروع کیا آپ ان افریقی اہل خیر حضرات کی ایماء پر اس کام کا جائزہ لینے تشریف لے گئے۔ وہاں سے حکیم عبدالسلام صاحب ہزارویؒ بھی ملاقات کے لئے ہری پور روانہ ہوئے۔ ملاقات کے دوران حکیم صاحب کو آپ نے فرمایا کہ میں آپ کی آمد سے بہت خوش ہوا کیونکہ آج احرار کے جلسہ میں شاہ جی تشریف لانے والے ہیں میرے ساتھ اس کی صدارت کی فکر تھی کہ صدارت کے لئے کونسی شخصیت موزوں ہوگی۔ اچھا ہوا آپ تشریف لائے اور اس تاریخی اجتماع کی صدارت آپ کو سونپی گئی جلسہ کے اختتام پر آپ اور حضرت شاہ جی کافی دیر تک مصروف گفتگو رہے۔